www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterm

وَمَا كُنْتَ ثَاوِيًا فِيْٓ اَهْلِ مَدْيَنَ تَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا (۲۸/۴۵)
اور آپ تو مدین میں رہنے والوں میں سے نہ تھے کہ انہیں ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے۔

۴۔ خَلَدَ : کسی جگہ پر ایک طویل عرصہ تک رہنا جہاں تغیر و فساد واقع نہ ہو (مف) اللہ تعالیٰ اہل جنت کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں :

www.KitaboSunnat.com

وَلَهُمْ فِيْهَآ اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ ڎ وَّهُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ (۲/۲۵)
اور وہاں اُن کے لیے پاک بیویاں ہوں گی اور وہ اس (جنت) میں ہمیشہ رہیں گے

۵-۶ حَضَرَ / بَدَا : کسی شہر میں مقیم ہونا۔ شہری رہائش اختیار کرنا اور حَضَرٌ کی ضد بَدْوٌ ہے (م ل) بَدَا (يَبْدُوْا بَدَاوَةً) کے معنی کسی گاؤں یا دور افتادہ جگہ کا باشندہ ہونا۔ بَدَا کے لغوی معنی (ظاہر ہونا) بھی ہے اور اس سے ایسا مقام رہائش مراد ہوتا ہے جہاں بلند عمارتیں نہ ہونے کی وجہ سے سب کچھ نمایاں طور پر نظر آتا ہے (مف) اسی سے بادیۃ بمعنی صحرا، بَادِیْ بمعنی صحرا نشین اور بَدَوِیٌّ بمعنی دیہاتی کے الفاظ مشتق ہیں۔ اب ان کی قرآن کریم سے مثالیں دیکھئے :

(۱) ذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (۲/۱۹۶)
یہ حکم اس شخص کے لیے ہے جس کے اہل و عیال مکہ میں نہ رہتے ہوں۔

اور یوسف علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں :

(۲) وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ (۱۲/۱۰۰)
اور اس (اللہ) نے مجھ پر بہت سے احسان کیے ہیں جبکہ مجھے جیل خانہ سے نکالا اور آپ (سب گھر والوں) کو گاؤں سے یہاں لایا۔

۷۔ عَاشَرَ : اس کا مادہ عشر ہے جس کے دو بنیادی معنی ہیں ۱۔ دس کا عدد اور ۲۔ مخالطت اور مداخلت (م ل) یعنی آپس میں مل جل کر رہنا۔ اسی سے لفظ عشیرۃ مشتق ہے جس کے معنی قبیلہ کے ہیں اور عَاشَرَ کے معنی ایک کنبہ کے ساتھ مل جل کر رہنا۔ قرآن کریم میں ایسے مردوں کو جنھیں اپنی بیویوں پر کچھ شکایات ہوں حکم دیا گیا ہے کہ :

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (۴/۱۹)
اور اُن عورتوں کے ساتھ اچھی طرح رہو سہو۔

۸۔ غَنِيَ بِالْمَكَانِ : بمعنی کسی مقام پر طویل مدت تک آرام و اطمینان سے رہنا۔ گویا وہ دوسری جگہوں سے بے نیاز ہے (مف) قرآن میں ہے :

اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا (۷/۹۲)
جنھوں نے شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی ایسے برباد ہوئے کہ گویا وہ ان میں کبھی آباد ہی نہ ہوئے تھے۔

ماحصل :
۱۔ سَكَنَ : کسی دوسرے مقام سے آ کر آباد ہونے کیلیے
۲۔ تَبَوَّاَ : موافق اور سازگار ماحول میں آباد ہونے کے لیے
۳۔ ثَوٰی : موروثی طور پر کسی جگہ آباد ہونے کے لیے
۴۔ خَلَدَ : طویل عرصہ کے لیے جس میں تغیر و فساد نہ ہو
۵۔ حَضَرَ : کسی شہر میں رہنے کے لیے
۶۔ بَدَا : کسی دیہات یا جنگل میں رہنے کے لیے
۷۔ عَاشَرَ : اپنے خاندان میں مل جل کر رہنے کے لیے
۸۔ غَنِيَ : طویل مدت تک آرام و اطمینان سے رہنے کیلیے استعمال ہوتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ (۲۷/۷) تمہارے ماں باپ کو (بہکا کر) جنت سے نکلوا دیا۔

اب اصل میں ابو ہے۔ اور یہ کسی کی تربیت اور خوراک کی فراہمی پر دلالت کرتا ہے (م ل) اس لیے بیٹا اگر باپ سے مخاطب ہو تو عموماً اَبَ کا لفظ ہی استعمال ہو گا جیسے:

حضرت یوسفؑ اپنے باپ یعقوبؑ سے یوں گویا ہوئے:

يَٰٓأَبَتِ هَٰذَا تَأْوِيلُ رُءْيَٰىَ مِن قَبْلُ (۱۰۰/۱۲) ابا جان! یہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے جو میں نے پہلے بچپن میں دیکھا تھا۔

پھر اب کا لفظ بعض دفعہ کسی خاص صفت کی وجہ سے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے میزبان کو ابوالاضیاف اور جنگجو کو ابوالحرب کہہ دیتے ہیں۔ قرآن کریم میں ابولہب کا لفظ اسی صفت کی وجہ سے استعمال ہوا ہے کہ اس کا رنگ شعلہ کی طرح دمکتا تھا۔ اسی طرح کسی چیز سے نسبت اور پیار کی وجہ سے کنیت رکھ لیتے ہیں جیسے ابوہریرہ اور ابوتراب وغیرہ۔ نیز دیکھئے کنیت اور نسب میں فرق "بیٹا۔ بیٹی" میں۔

۲۔ بابرکت ہونا

کے لیے تبارک اور مبارک، اَیمن اور طیب اور طوبٰی کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ تبارک، مبارک برکت کے معنی میں کسی چیز میں خیرِ الٰہی کا ثابت ہونا (مف) یعنی جو کام کیا جائے اس میں متوقع زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو جانا برکت ہے۔ بشرطیکہ یہ کام یا توقع خیر کا پہلو رکھتی ہو اور برکۃ بمعنی بڑھاؤ۔ زیادتی (منجد) اور جس چیز میں یہ خیر کا پہلو بار آور ثابت ہو وہ مبارک ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَهَٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَٰهُ (۵۰/۲۱) اور یہ مبارک ذکر ہے جسے ہم نے نازل فرمایا ہے۔

اور تبارک بمعنی نیک فال یا نیک شگون لینا (منجد) لیکن یہ لفظ عموماً اللہ تعالٰی سے مخصوص ہے اور ان خیر کے کاموں کے لیے آتا ہے جو صرف اللہ تعالٰی سے مختص ہیں۔ مثلاً تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ (۱/۲۵) فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (۶۴/۴۰) فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (۱۴/۲۳) تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا (۶۱/۲۵) اور تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ (۱/۶۷) وغیرہ۔

۲۔ اَیمن، یمین۔ بمعنی دایاں ہاتھ اور دائیں طرف اور اَصْحٰبُ الْيَمِينِ بمعنی دائیں ہاتھ یا دائیں جانب والے بھی اور اصحابِ خیر و برکت بھی (مف) ہے۔ اور یَمَنَ یَیْمَنُ بمعنی بابرکت ہونا خوش قسمت ہونا۔ تَیَمَّنَ بمعنی برکت لینا۔ نیک فال لینا اور مَیْمُون بمعنی مبارک (منجد) ہے اور امام راغب کے نزدیک میمون بمعنی سعادت مند ہے (مف) گویا جس طرح سعادت فطرت میں ودیعت ہوتی ہے اسی طرح اَیمن وہ چیز ہے جس کی فطرت میں برکت ودیعت کی گئی ہو۔ ارشاد باری ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اس معنی کی تائید ہوتی ہے۔ کیونکہ قرآن میں حمیم اور غساق کے الفاظ دو بار ایک دوسرے کے مقابلے میں استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً:

(۱) لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا اِلَّا حَمِيْمًا وَّغَسَّاقًا (۷۸/۲۵)	وہاں نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے۔ نہ پلینا ہوگا مگر گرم پانی اور بہتی پیپ۔ (جالندھری)
(۲) جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ (۳۸/۵۷)	دوزخ جس میں وہ داخل ہوں گے وہ بری آرامگاہ ہے۔ یہ کھولتا ہوا گرم پانی اور پیپ ہے۔ اب اس کے مزے چکھیں۔ (جالندھری)

۳۔ اٰنٍ۔ اٰنِيَةٍ: اَنٰی کے معنی پکنا یا اس کا وقت قریب آنا ہے۔ اور اٰنٍ ایسے شدید گرم پانی کو کہتے ہیں جو کھولنے لگ جائے۔ ارشادِ باری ہے:

يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ۔ (۵۵/۴۴)	وہ دوزخ اور کھولتے ہوئے گرم پانی کے درمیان گھومتے پھریں گے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً تُسْقٰى مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ (۸۸/۵)	وہ دہکتی آگ میں داخل ہوں گے۔ ایک کھولتے ہوئے چشمے کا ان کو پانی پلایا جائے گا۔

(ب) بلحاظ گہرائی:

۴۔ غَوْرٌ: وہ پانی جو زمین کے نیچے ہو۔ گہرائی میں پانی (ف ل ۲۵۹) اور صاحب منجد غَوْر کے معنی "زمین میں جذب ہونے والا پانی" لکھتے ہیں۔

۵۔ معین: مَعَنَ بمعنی پانی کا نرم رفتار سے بہنا (منجد) اور معین ایسا پانی جو سطح زمین پر جاری ہو (ف ل ۲۵۹) سیلاب کی طرح تندی اور تیزی سے نہیں بلکہ نرمی اور سہولت سے جاری ہونے والا (م۔ل) چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ (۶۷/۳۰)	کہہ دیجئے بھلا دیکھو تو اگر تمہارا پانی خشک ہو جائے تو کون ہے جو تمہارے لیے شیریں پانی کا چشمہ بہا لائے۔

(ج) بلحاظ ذائقہ:

۶۔ عَذْبٌ: میٹھا اور خوشگوار پانی (منجد) ٹھنڈا اور میٹھا پانی جسے پینے کو خواہ مخواہ جی چاہے۔ (مف)

۷۔ فُرَاتٌ: فرات بمعنی سمندر۔ نیز ایک بڑے دریا کا نام ہے جو خلیج فارس میں گرتا ہے اور فُرَاتَان دریائے دجلہ اور فرات کو کہتے ہیں۔ اور فَرَتَ الْمَاءُ کے معنی پانی کا بہت میٹھا اور خوشگوار ہونا ہے (منجد) گویا فرات میں خاصیت عذب کی ہے جبکہ مقدار میں کافی زیادہ ہو۔ (۲۵/۵۳)

۸۔ مِلْحٌ: نمکین پانی۔ آبِ شور۔ (ف۔ل ۳۲۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴- کِسَف: کِسفَۃ کی جمع ہے۔ بمعنی متخلخل اجسام جیسے بادل یا رُوئی کا ٹکڑا (مف) جو آسانی سے علیحدہ ہو سکتے اور جُڑ سکتے ہیں۔ قرآن میں ہے:

فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اگر تم سچے ہو تو ہم پر آسمان سے ایک ٹکڑا گرا لاؤ۔
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ (۲۶/۱۸۷)

۵- زُبر: زُبرۃ کی جمع ہے۔ بمعنی لوہے کا بڑا ٹکڑا (منجد) لوہے کی چادریں، تختے۔ پھر ہر پھیلائی ہوئی چیز پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جس کی موٹائی تو کم ہو لیکن پھیلی ہوئی زیادہ ہو۔ مثلاً کاغذ کے تختے۔ کتب کے اوراق، صحیفے وغیرہ۔ قرآن میں ہے:

اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ (۱۸/۹۶) تو تم لوہے کے (بڑے بڑے) تختے میرے پاس لاؤ۔

وَاِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ (۲۶/۱۹۶) اور اس کی خبر پہلے پیغمبروں کی کتابوں میں (لکھی ہوئی) ہے۔

زُبُر کا استعمال معنوی طور پر بھی ہوا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا۔ پھر انہوں نے آپس میں اپنے کام کو متفرق کر کے جدا جدا کر دیا (جالندھری)
(۲۳/۵۳) پھر پھوٹ ڈالکر کر لیا اپنا کام ٹکڑے ٹکڑے۔ (عثمانیؒ)

۶- انکاث، نکث کی جمع ہے۔ بمعنی دوبارہ کاتنے کے لیے اُدھیڑا ہوا کمبل یا خیمہ۔ اور نکاث کسی بنی ہوئی یا لپٹی ہوئی چیز کو اُدھیڑنے والے کو کہتے ہیں (منجد) پھر اُدھیڑنے میں ایسی چیزیں چونکہ خراب اور ٹکڑے ٹکڑے بھی ہو جاتی ہیں لہٰذا انکاث ایسے ہی ٹکڑوں کے معنی میں آتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا اور اس عورت کی طرح نہ ہونا جس نے محنت سے
مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا (۱۶/۹۲) سوت کاتا پھر اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

۷- عِضِین: اَلعُضْو اور اَلعِضْو بمعنی بدن کا حصہ اور اس کی جمع اعضاء آتی ہے۔ اور عَضَا یَعْضُو بمعنی ٹکڑے ٹکڑے کرنا۔ اور العِضَۃ کے معنی ٹکڑا، فرقہ۔ اس کی جمع عِضِین اور عِضُون آتی ہے (منجد) اور صاحب مقاییس اللغۃ کے نزدیک عَضَنَ کے معنی کسی چیز کے ٹکڑے کرنا۔ اور اسی سے عُضْو اور عِضْو ہے۔ (م۔ل) گوشت کے ٹکڑے۔ بوٹیاں۔ ارشادِ باری ہے:

اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ۔ یعنی قرآن کو (کچھ ماننے اور کچھ نہ ماننے سے) ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا (جالندھری)
(۱۵/۹۱) جنھوں نے کیا ہے قرآن کو بوٹیاں (عثمانیؒ)

۸- جُذاذ: جَذَّ بمعنی کاٹنا۔ توڑنا۔ اور جِذّ کٹی ہوئی چیز کے چھوٹے ٹکڑے کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع جُذاذ اور جذاذات آتی ہے۔ بمعنی کٹی ہوئی شے کے باریک ٹکڑے یا ریزے۔ جذاذات من الفضۃ بمعنی چاندی کے ریزے اور جذاذ سونے کے ڈلے کو بھی کہتے ہیں۔ (منجد) گویا جذاذ قیمتی دھاتوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں یا ریزوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِيْرًا لَّهُمْ پھر ان (بتوں) کو توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیا۔ مگر ایک بڑے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَيَالَهُ بمعنی عیال کے لیے خوراک لانا۔ اور مَائِر اور مَيَّار بمعنی خوراک لانے والا (منجد) گویا مِيْر اس سامان خوردنی کو کہتے ہیں جو بطور ذخیرہ پاس رکھا جائے قرآن میں ہے:

وَنَمِيْرُ اَهْلَنَا وَنَحْفَظُ اَخَانَا وَ نَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيْرٍ (۱۲/۶۵) — اور ہم اپنے اہل وعیال کے لیے غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کریں گے اور ایک بارِ شتر زیادہ لائیں گے۔

ماحصل: (۱) قُوْت: خوراک کی اتنی مقدار جس سے کوئی جاندار زندہ رہ سکے۔

(۲) رِزْق: ہر وُہ چیز جو بلاواسطہ یا بالواسطہ روحانی یا جسمانی تربیت کا سبب بنے۔

(۳) مَيْر: غلہ یا سامانِ خوردنی جو ذخیرہ کے لیے ہو۔ اور مَارَ بمعنی خوراک لانا۔

۱۷۔ خوش ہونا۔ کرنا اور لگنا

کے لیے رَضِيَ۔ سَرَّ (سر) بَهِجَ، حَبَرَ، اِسْتَبْشَرَ، طَابَ (طیب) فَرِحَ، فَكِهَ، اَشْمَتَ اور اَعْجَبَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ رَضِيَ: معروف لفظ ہے۔ بمعنی راضی ہونا۔ پسندیدگی کا اظہار کرنا اور اس کی ضد سَخِطَ بمعنی ناخوش یا ناراض ہونا (مف۔م ل) ارشادِ باری ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (۴۸/۱۸) — بیشک اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے خوش ہو گیا جو درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔

۲۔ سَرَّ: بمعنی سرور بخشنا، قلبی فرحت ہونا۔ دل ہی دل میں خوش ہو جانا۔ لازم و متعدی دونوں طرح مستعمل ہے۔ قرآن میں ہے:

بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ فَاقِعٌ لَّوْنُهَا تَسُرُّ النّٰظِرِيْنَ (۲/۶۹) — اس گائے کا رنگ گہرا زرد ہے۔ وُہ دیکھنے والوں کو خوش کر دیتی ہے۔

۳۔ بَهِجَ: بمعنی خوش اور مسرور ہونا۔ اور بَهُجَ بمعنی خوبصورت ہونا (منجد) لیکن قرآن میں یہ لفظ کسی انسان کے لیے استعمال نہیں ہوا۔ البتہ سبزیوں اور پھلوں پھولوں کے لیے آتا ہے۔ جیسے حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ (۲۷/۶۰) یا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيْجٍ (۲۲/۵) اور اس کے معنی پر رونق یا پُر بہار کر لیے جاتے ہیں۔

۴۔ حَبَرَ: بمعنی خوش و مسرور کرنا۔ اور حَبِرَ بمعنی خوش ہونا۔ اور حَبِرَ الْاَرْضُ بمعنی زمین کا خوب پیداوار اگانا۔ خوب سرسبز ہونا۔ اور تَحَبَّرَ بمعنی مزین ہونا۔ عمدہ ہونا (منجد) گویا حبر سے مراد ایسی خوشی ہے جو ماحول کی نظافت، عمدگی اور بہار سے حاصل ہو۔ ارشادِ باری ہے:

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ (۳۰/۱۵) — تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے وہ (بہشت کے) باغ میں خوشحال ہوں گے۔

۵۔ اِسْتَبْشَرَ: بَشَرَ بمعنی کھال چھیلنا اور بَشَرَة بمعنی کھال کے اوپر کا رُخ۔ اور اِسْتَبْشَرَ سے مراد ایسی خوشی ہے جس کے آثار جلد یا چہرہ نمایاں ہو جائیں۔ باچھیں کھل جانا۔ کسی اچھی خبر کے سننے یا اچھی چیز کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) بدنی کی مثال ؛

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ (۷/۳۲)	آپ اُن سے پوچھیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کےلیے جو زینت (کا سامان) بنایا ہے اسے کس نے حرام کیا؟

(۳) معنوی کی مثال ؛

وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (۶/۴۳)	اور جو کام وُہ کرتے تھے شیطان اُن کو (ان کی نظر) میں) آراستہ کر دکھاتا تھا۔

۲- زُخْرُف: بمعنی (۱) ظاہری سجاوٹ۔ ملمع سازی وُہ زینت جو ملمع سازی سے حاصل ہو (مف) زخرف الکلام بمعنی کلام کو جھوٹ سے آراستہ کرنا (منجد) قرآن میں ہے ؛

يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا (۶/۱۱۲)	(وُہ شیطان) دھوکا دینے کے لیے ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی ہوئی باتیں ڈالتے تھے۔

اور (۲) بمعنی نباتات کے مختلف رنگ و رُوپ (منجد) بہار اور نکھار۔ قرآن میں ہے ؛

حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا۔ (۱۰/۲۴)	یہاں تک کہ زمین سبزے سے خوشنما اور آراستہ ہو گئی۔

۳- رِيْش، ریش الطائر بمعنی پرندوں کے پر، خصوصًا بازوں کے پر (مف) اور رَیّاش بمعنی تیروں پر پرندوں کے پر لگانے والا (منجد) چونکہ پرندوں کے پر بمنزلہ لباس کے ہوتے ہیں لہٰذا یہ لفظ استعارۃً فاخرانہ لباس کے لیے استعمال ہونے لگا۔ آرائش کے کپڑے۔ ارشادِ باری ہے ؛

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا (۷/۲۶)	اے بنی آدم! ہم نے تم پر پوشاک اتاری، تاکہ تمہارا ستر ڈھانکے اور (تمہارے بدن کی) زینت بنے۔

۴- زَهْرَة: خوشنمائی۔ چمک دمک۔ ٹیپ ٹاپ (منجد) اور زھرۃ الدنیا بمعنی دنیا کی ظاہری چمک اور رونق (منجد) اس لفظ کا اطلاق عمومًا اس بے ثبات دُنیا کی خوشنمائی اور رنگینیوں پر ہوتا ہے۔

ارشادِ باری ہے ؛

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ (۲۰/۱۳۱)	اور تمہاری آنکھیں ادھر متوجہ نہ ہونی چاہئیں جو ہم نے دنیوی زندگی کی زینت کا سامان طرح طرح کے لوگوں کو فائدہ اٹھانے کو دیا ہے۔

۵- جَمَال: کا لفظ کسی چیز کے (۱) ظاہری حسن (۲) سیرت کی خوبی (۳) ماحول کی آرائش و خوبصورتی سب طرح استعمال ہوتا ہے (فق ل ۲۱۷) قرآن میں یہ لفظ مؤخر الذکر دونوں معنوں میں استعمال ہُوا ہے۔ اپنی اصل کے لحاظ سے اس کا معنی افعال، اخلاق اور ظاہری اعمال میں اچھائی ہے۔ بعد میں یہ لفظ ظاہری حسن پر بھی استعمال ہونے لگا۔ ارشادِ باری ہے ؛

وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَ	اور جب تم شام کو چوپایوں کو جنگل سے لاتے ہو اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ (٦/٦٨) یہاں تک کہ دوسری کسی بات میں لگ جائیں۔

۳۔ فَكِهَ: بمعنی خوش گپیاں اڑانا۔ ہنسنا ہنسانا (فل ۱۴۵) اور فَکَاهَة بمعنی خوش طبعی کی باتیں (منجد) اور تَفَكَّهَ بِعِرْضِ فُلَانٍ بمعنی کسی کی غیبت کر کے لطف اندوز ہونا (منجد) باتوں سے لذت حاصل کرنا۔ قرآن میں ہے:

وَإِذَا انْقَلَبُوْٓا اِلٰٓى اَهْلِهِمُ انْقَلَبُوْا فَكِهِيْنَ (٨٣/٣١) اور جب یہ اپنے گھروں کو لوٹتے تو خوش گپیاں کرتے لوٹتے۔

۴۔ سَمَرَ: رات کو سونے سے پہلے قصے کہانیاں بیان کرنا۔ سونے سے پہلے کی باتیں۔ قصہ گوئی (مف۔ فل) اور:

۵۔ هَجَرَ يَهْجُرُ: بیہودہ باتیں کرنا۔ بکواس کرنا (مف) هِجْر بمعنی نامناسب کلام۔ بدگوئی۔ بیہودہ بکواس (منجد) نیند یا مرض میں بڑبڑانا (م۔ق) ارشادِ باری ہے:

مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ (٢٣/٦٧) ان سے سرکشی کرتے، کہانیوں میں مشغول ہوتے اور بیہودہ بکواس بکتے تھے۔

ماحصل: (۱) اَللَّغْيُ: اس طرح بک بک کرنا کہ دوسرے کی بات نہ سنی جا سکے۔

(۲) خَاضَ: کسی مذموم بات یا کام میں منہمک ہو جانا۔

(۳) فَكِهَ: ایسا ہنسی مذاق جس سے لذت حاصل ہو۔ خوش گپیاں۔

(۴) سَمَرَ: رات کو سونے سے پہلے قصے کہانیاں بیان کرنا۔

(۵) هَجَرَ: نیند یا مرض میں بڑبڑانا۔ بیہودہ بکواس کرنا۔

۱۲۔ فضول خرچی کرنا

کے لیے اَسْرَفَ[1] اور بَذَّرَ[2] کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ اَسْرَفَ: سَرَفَ اور اَسْرَفَ بمعنی حدِ اعتدال سے آگے بڑھ جانا (مف) اور اس کا استعمال مال و دولت یا خورد و نوش میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے پر عام ہے۔ اور حدِ اعتدال اسی چیز کی ہوتی ہے جو امر مباح یا جائز ہو۔ گویا اسراف کے معنی جائز کاموں میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا (٧/٣١) کھاؤ، پیو، لیکن ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرو۔

۲۔ بَذَرَ: بَذْر اور بزر بمعنی بیج۔ اور بَذَّرَ بمعنی بیج بکھیرنا۔ تو جس طرح بیج زمین میں بکھیر دیا جاتا ہے اسی طرح اگر مال و دولت بکھیرا جائے تو اسے تبذیر کہتے ہیں (مف) گویا ضرورت جائز ہو یا ناجائز اس پر بے دریغ مال اڑانے کو تبذیر کہتے ہیں (مف) اور یہ اسراف سے بھی مذموم فعل ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳۔ لوٹنا۔ لوٹانا۔ رجوع کرنا

کے لیے رَجَعَ، اَبَ (اوب)، تَابَ (توب) اَنَابَ (نوب) بَاءَ (بوء) فَاءَ (فئ)، صَدَرَ، صَارَ (صیر) اور اِرْتَدَّ (ردّ)، انقلب، افاض اور ھَادَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ رَجَعَ: بمعنی کسی چیز کا اپنے مبداء کی طرف لوٹنا۔ خواہ یہ چیز کوئی جاندار ہو یا بے جان، قول ہو یا فعل نیز اس لوٹنے کے فعل میں لوٹنے والے کے ارادہ کو دخل ہو یا نہ ہو (مف) مشہور مقولہ ہے کُلُّ شَیْءٍ یَرْجِعُ اِلٰی اَصْلِہٖ یعنی ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ گویا اس لفظ کا استعمال ہر لحاظ سے عام ہے۔ قرآن میں ہے:

اَلَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْھُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ (۲/۱۵۶) — اُن لوگوں پر جب کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں، کہ ہم خدا ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

اور اَرْجَعَ بمعنی لوٹانا۔ جیسے فرمایا:

وَاِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ (۲/۲۱۰) — اور سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

۲۔ اَبَ: یہ رَجَعَ سے اخص ہے۔ اور صرف جاندار کے لیے آتا ہے۔ اور مَاٰب بمعنی مرجع۔ لوٹنے کی جگہ۔ ٹھکانا (مف۔ منجد) اور ایاب بمعنی بازگشت یا واپسی کا سفر۔ اور ذِھَاب وِاِیَاب بمعنی جانا اور واپس آنا۔ اَبَ میں یہ ضروری نہیں کہ لوٹنے والے کے ارادہ کو دخل ہو۔ ارشادِ باری ہے:

اِنَّ اِلَیْنَآ اِیَابَھُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَھُمْ (۸۸/۲۶) — بلاشبہ ان کو ہمارے پاس لوٹ کر آنا ہے اور پھر ہم ہی نے ان سے حساب لینا ہے۔

اور جب یہ فعل ثلاثی مزید فیہ میں جائے گا مثلاً اَوَّبَ اور اَوَّابَ تو اس صورت میں لوٹنے والے کے ارادہ کو بھی دخل ہوگا۔ اَوَّاب بمعنی لوٹنے والا۔ ہر آن رجوع کرنے والا۔ ارشادِ باری ہے:

فَاِنَّهٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا (۱۷/۲۵) — بیشک اللہ تعالیٰ رجوع کرنے والوں کے لیے بخشنے والا ہے۔

۳۔ تَابَ: بمعنی گناہ کے کاموں سے لوٹنا۔ گناہ کا اعتراف اور آئندہ نہ کرنے کا عزم کرنا۔ توبہ کرنا (مف) اور اگر اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو توبہ قبول کرنا۔ گناہ معاف کردینا یا مہربان ہونا کے معنی میں آتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَبَیَّنُوْا فَاُولٰٓئِکَ اَتُوْبُ عَلَیْھِمْ وَاَنَا التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ (۲/۱۶۰) — مگر جو لوگ توبہ کرتے ہیں اور اپنی حالت درست کر لیتے اور (احکامِ الٰہی) کو صاف صاف بیان کر دیتے ہیں تو میں اُن کے قصور معاف کر دیتا ہوں اور میں بڑا معاف کرنے والا (اور) رحم والا ہوں۔

۴۔ اَنَابَ: نَابَ اِلَیْهِ: بمعنی کسی طرف بار بار آنا۔ اور نَوْبَة بمعنی باری۔ دفعہ۔ موقعہ۔ فرصت اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِمَّا تُحِبُّونَ (۲/۹۲) وہ کچھ (راہ خدا میں) نہ خرچ کرو۔ جو تم پسند رکھتے ہو۔

اور بَرّ اور بَارّ وہ شخص ہے جس کی طبیعت ہر وقت نیکی کرنے پر آمادہ رہے۔ اور موقع ملنے پر وُہ ایسا نیک کام کر بھی لے۔ اور حج مبرور اس حج کو کہتے ہیں جو سنتِ نبویؐ کے مطابق ٹھیک ٹھیک ادا کیا جائے۔ اس میں کسی طرح کی کوتاہی نہ ہو۔ قرآن میں ہے:

وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا (۱۹/۱۴) اور یحییٰؑ اپنے والدین سے نیک سلوک کرنے والے تھے۔ نہ کبھی زبردستی کی اور نہ نافرمان ہوئے۔

۳۔ بَرَرَةٌ: بَرّ کی جمع ہے اور یہ بَارّ سے زیادہ ابلغ ہے اور اس میں زیادہ مبالغہ پایا جاتا ہے۔ قرآن میں ہے:

بِأَيْدِي سَفَرَةٍ كِرَامٍ بَرَرَةٍ۔ (۸۰/۱۶) (وہ ایسے) لکھنے والوں کے ہاتھوں سے لکھے گئے ہیں جو سردار اور نیکوکار ہیں۔

۴۔ رَشِيد: رُشْد بمعنی استقامۃ الطریق (م ل) یعنی راستے پر ٹھیک طرح سے چلتے جانا یا سیدھی راہ پر گامزن رہنا ہے اور اس کی ضد غَیّ ہے۔ بمعنی کسی غلط راستے پر جا پڑنا۔ ارشادِ باری ہے:

قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (۲/۲۵۶) ہدایت صاف طور پر گمراہی سے الگ ہو چکی۔

اور رَشِيد بمعنی ہدایت یافتہ جو اچھی عادات و اطوار والا ہو۔ نیک چلن۔ قرآن میں ہے:

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُونِ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ (۱۱/۷۸) اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے سامنے مجھے رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی آدمی بھی نیک چلن نہیں۔

۵۔ سَعِيد: وُہ شخص جو فطرتاً نیک ہو۔ یعنی نیک بخت اور اس کی ضد شَقِيّ ہے بمعنی بدبخت اور سَعَدَ بمعنی خوش نصیبی۔ اور حصولِ خیر میں امورِ الٰہیہ کا انسان کے لیے ممد و معاون ہونا ہے (مف۔ م۔ ل) ارشادِ باری ہے:

يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَسَعِيدٌ (۱۱/۱۰۵) جب وُہ دن آجائے گا تو کوئی شخص بھی خدا کے حکم کے بغیر بول نہ سکے گا۔ پھر ان میں کچھ بدبخت ہوں گے اور کچھ نیک بخت۔

۶۔ مُتَّقِين یا مُتَّقُونَ (متقی کی جمع) وَقٰی بمعنی کسی چیز کو نقصان دہ چیز سے بچانا (مف) اور اِتَّقٰی۔ تقویٰ (ضد عدوان) بمعنی خدا (کے عذاب) سے ڈر کر گناہ کے کاموں سے بچنا یا پرہیز کرنا۔ اور مُتَّقِی بمعنی پرہیزگار۔ اللہ کے خوف سے اس کے اوامر و نواہی کا خیال رکھنے والا (منجد) قرآن میں ہے:

أُولٰئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (۲/۱۷۷) یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں۔ اور یہی ہیں جو (خدا سے) ڈرنے والے ہیں۔

۷۔ رَبَّانِي: امام راغب نے اس لفظ پر بہت بحث کی ہے۔ بعض علماء اس کا معنیٰ علم کی پرورش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَیِّزًا اِلٰی فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ (۸/۱۶)
کہ پینترا بدلے یا اپنی فوج سے جا ملنا چاہے اُن سے پیٹھ پھیرے گا۔ وُہ خدا کے غضب میں گرفتار ہو گیا۔

یعنی جو شخص اپنی حکمتِ عملی اور مہارت کی بنا پر فوج کا ساتھ چھوڑ کر اور ایک جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ جا کر فوج سے جا ملتا اور لڑائی شروع کر دیتا ہے اس کے لیے مُتَحَیِّز کا لفظ آیا ہے۔

۶۔ خفی: خَفِیَ کا معروف معنٰی چھُپا ہونا، پوشیدہ ہونا۔ اور اَخْفٰی بمعنی چھپانا ہے۔ اور چھپنے چھپانے کے معنوں میں یہ لفظ اتنے وسیع مفہوم میں استعمال ہوتا ہے کہ عربی زبان کا دوسرا کوئی لفظ اتنے وسیع مفہوم میں استعمال نہیں ہوتا اور اسی لفظ کا دوسرا معنی ظاہر کرنا بھی ہے۔ کہتے ہیں خَفِیَ الْمَطَرُ الفارۃ یعنی بارش نے چوہے کو بل سے نکال کر ظاہر کر دیا (منجد) اور قرآن میں ہے:

اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى (۲۰/۱۹)
قیامت یقیناً آنے والی ہے میں اسے ظاہر کرنے ہی والا ہوں تاکہ ہر شخص اپنی کوشش کا بدلہ پائے۔

۷۔ دُوْن۔ دَانَ: بمعنی وُہ شخص کمینہ ہوا۔ اور دُوْن میں کمینگی، پستی اور خسّت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ مگر کبھی یہ لفظ شریف کے معنوں میں بھی آجاتا ہے۔ کہتے ہیں حال القوم دون فلان۔ قوم اس کے اور اس کے مطلوب کے درمیان حائل ہو گئی (م۔م۔منجد) دُوْن کا ترجمہ عموماً سوائے یا غیر سے کیا جاتا ہے۔ لیکن لغوی لحاظ سے اس کے معنی پست (ضد فوق۔م۔م) کے علاوہ آگے بھی آتا ہے اور پیچھے بھی۔ کہتے ہیں مَشٰی دُوْنَہٗ بمعنی وُہ اس کے آگے آگے چلا۔ نیز کہتے ہیں قَعَدَ دُوْنَہٗ وُہ اس کے پیچھے بیٹھا (م۔م) قرآن میں ہے:

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (۲/۲۳)
اور اللہ کے سوا جو تمہارے مددگار ہیں، انھیں بھی بُلا لو۔ اگر تم سچے ہو۔

تو اس آیت میں دُوْن کا معنی اللہ کے نیچے۔ پست اور کمتر تو ہے ہی اور آگے بڑھ کر اس لحاظ سے بھی ہو سکتا ہے کہ مشرکین کسی خاص معاملہ میں انہیں ایسا سمجھتے تھے۔

۸۔ دِیْن: دَانَہٗ یَدِیْنُ دِیْنًا۔ بمعنی اسے محکوم کیا۔ عبادت چاہی، ذلیل کیا، اس پر حکومت کی اور دان الرجل بمعنی عزت دی۔ ذلیل کیا۔ تابعداری کی۔ بے فرمانی کی (م۔ق۔منجد) گویا دین میں دو متضاد مفہوم پائے جاتے ہیں۔ مکمل حاکمیت اور حکومت بھی اور مکمل عبدیت۔ غلامی اور تذلّل بھی۔ ارشاد باری ہے:

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ (۳۹/۳)
دیکھو! خالص عبادت اللہ ہی کے لیے (زیبا) ہے (جالندھری)

تو اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ پوری کی پوری حاکمیت اللہ ہی کے لیے سزاوار ہے۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا:

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ
اور اُن (مشرکین) سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ